دل کی بات

شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ

ملک کی اٹھارہ دینی سیاسی جماعتوں پر مشتمل آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ العالی نے ۱۴ اکتوبر کو اسلام آباد میں مجلس عمل کے تمام رہنماؤں کا ایک اجلاس طلب کیا۔ جس میں راقم بھی شریک تھا اسی روز پارلیمنٹ کے سامنے ایک بڑے احتجاجی مظاہرے کا اعلان پہلے ہی ہوچکا تھا۔ جس مقصد کیلئے یہ احتجاجی مظاہرہ ہونا تھا اس میں اہم مطالبہ قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ تھا۔ حکومت نے مظاہرہ سے ایک روز قبل ہی بڑا مطالبہ تسلیم کرلیا اس لئے مجلس عمل نے مظاہرے کا پروگرام منسوخ کردیا۔ اس مطالبے کا منظور ہونا تھا کہ ملک بھر میں عیسائی اقلیت (خصوصیت کے ساتھ) اور دیگر اقلیتوں نے اس کے خلاف احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ شروع کردیا جو ہنوز جاری ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق اس ردّ عمل کے پس منظر میں "قادیاں کی مادیاں" سرگرم ہیں قادیانیوں نے دیگر اقلیتوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر انہیں جس طرح جذباتی کیا وہ ان کا پرانا حربہ ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس فیصلہ سے اصل چوٹ انہی پر ہی پڑے گی کیونکہ قادیانی واحد غیر مسلم اقلیت ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے دھوکہ دیکر مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتے ہیں ویسے بھی جن لوگوں نے نبوت پر ڈاکہ ڈالنے میں شرم محسوس نہ کی ہو ان سے دوسرے معاملات میں خیر کی توقع عبث ہے۔

ہمیں عیسائیوں اور دیگر اقلیتوں سے دل کی بات کہنی ہے کہ جب وہ اپنی شناختی کیلئے اپنے مذہب کو پیش کرتے ہیں اور اسی مذہب کے سہارے وہ اپنے حقوق حاصل کرتے ہیں اسی مذہب کے حوالے سے مخصوص نشست پر انتخاب لڑ کر اسمبلی میں اپنی خاص نشست پر بیٹھتے ہیں تو شناختی کارڈ میں اس کے اظہار پر کیوں ندامت محسوس کرتے ہیں؟ جب مذہب ہر شہری کی شناخت ہے تو اس کا ذکر ہونا چاہیئے۔ اس سے ان کے حقوق ختم نہیں ہوں گے بلکہ زیادہ مستحکم اور محفوظ ہوں گے۔ انہیں اس مسئلہ کی مخالفت کی بجائے حمایت کرنی چاہیئے۔ اور کھل کر اپنے مذہب کا اعلان کرنا چاہیئے یہ ان کا وہ حق ہے جو اسلام انہیں عطا کرتا ہے۔ اصل خطرہ قادیانیوں کو ہے جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے ہیں۔ مذہب کے خانے کے اضافہ سے ان کے راستے میں کسی حد تک رکاوٹ کھڑی ہوجائے گی۔ بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ان کی کل تعداد قوم کے سامنے ظاہر ہوجائے گی۔ جسے وہ شروع سے آج تک چھپائے ہوئے ہیں۔

تیسرا گروہ سیاست دانوں کا ہے جو اس مسئلہ کی مخالفت میں "چینخے" کا کردار ادا کررہے ہیں۔ ان "چینخوں" کی سرخیل بے نظیر زرداری ہیں۔ دراصل یہ لوگ لادین اور بے مذہب ہیں۔ اقتدار، شہرت اور دولت ان کا دین و مذہب ہے بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں لیکن ہر دینی مسئلہ کی مخالفت ان کا مقصد حیات ہے۔ اور اس کے لئے "ملا ازم" کی اصطلاح سے کام چلاتے ہیں۔ اگر وہ کسی مذہب سے تعلق نہیں رکھتے تو جرأت سے کام لیں اور منافقت کو ترک کریں۔ اور لکھ دیں کہ ہمارا کوئی مذہب نہیں۔ یہ ان کا بنیادی حق ہے جسے کوئی نہیں چھیننا چاہتا۔ یہ بات ہم

چھی طرح سمجھتے ہیں کہ ان کی طرف سے مخالفت اس جنگ کا حصہ ہے جو اسلام یا سیکولرازم کی بالادستی کیلئے پاکستان میں شعوری طور پر لڑی جارہی ہے۔

ہماری آخری رائے یہی ہے کہ مذہب کے خانہ کے اضافے سے قومی شناخت ختم نہیں ہوگی اور نہ ہی اقلیتوں کا درجۂ شہریت متاثر ہوگا۔ یہ ملک کی اکثریت کا مطالبہ ہے جسے حکومت نے تسلیم کرکے ایک مستحسن اقدام کیا ہے۔ اسلام اقلیتوں سے رواداری کا درس ضرور دیتا ہے مگر اپنے حقوق میں مداخلت کی اجازت نہیں دیتا۔ ہم ایسی رواداری کو بے غیرتی یقین کرتے ہیں جس نے ایک ڈرامہ باز عیسائی رکن اسمبلی جے سالک کو یہاں تک زبان درازی کا حق دیا ہے کہ "میں پاکستان میں اسلامی نظام نافذ نہیں ہونے دونگا" ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جے سالک جیسے منہ زور اور بے لگام کو نکیل ڈالے۔ کوئی غیرت مند مسلمان یہ برداشت نہیں کرسکتا یہ ملک مسلمانوں کا ہے اور یہاں نظام بھی اسلام ہی چلے گا کسی دوسرے نظام کو قطعاً کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔

جرمن وزیر خارجہ کا دورۂ پاکستان

اکتوبر کے آخری ہفتہ میں جرمنی کے وزیر خارجہ "ڈاکٹر کینکل" پاکستان کے دورہ پر آئے تو انہوں نے صدر مملکت، وزیر اعظم، وزیر خارجہ کے علاوہ مسز بے نظیر زرداری سے بھی ملاقات کی۔ انہوں نے مختلف بین الاقوامی امور کے علاوہ جس مسئلے کو سب سے زیادہ اہمیت دی وہ پاکستان میں قادیانیوں کے حقوق سے متعلق تھا۔ اخباری رپورٹ کے مطابق امور خارجہ کے وزیر صدیق کانجو نے انہیں مطمئن کردیا۔ ہمیں اس سے غرض نہیں کہ موصوف مطمئن ہوئے یا نہیں لیکن اس سوال کا حق محفوظ رکھتے ہوئے پوچھتے ہیں کہ جرمنی کے وزیر خارجہ کو ہمارے ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا حق کس نے دیا ہے؟ ہم اپنے معاملات میں آزاد اور خود مختار ہیں پاکستان نے کبھی ان کے معاملات میں مداخلت نہیں کی۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستانی حکام کے معذرت خواہانہ رویہ پر نہ صرف افسوس کا اظہار کرتے ہیں بلکہ احتجاج کرتے ہیں۔

قادیانی ایک عرصہ سے جرمنی کو اپنی سرگرمیوں کی آماجگاہ بنائے ہوئے ہیں انہوں نے جھوٹ بول کر وہاں سیاسی پناہ حاصل کی اور اب ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ گذشتہ دس برس سے جرمنی کی طرف ان کا رخ کچھ زیادہ ہوگیا ہے اور پاکستان سے وہ نہ صرف قادیانیوں کو بلکہ بے شمار مسلمان نوجوانوں کو کاروبار اور ملازمت کا جھانسہ دیکر جرمنی لے گئے ہیں۔ مسلمانوں کے پاسپورٹ اور دیگر کاغذات اپنے قبضہ میں رکھ کر ان سے قادیانیت کی تبلیغ کی بیگار لینا چاہتے ہیں۔ مسلمان نوجوان ان کی تبلیغ نہیں کرتے اس لئے انہیں واپس بھی نہیں آنے دیتے اس کے علاوہ جرمنی کی حکومت کو قادیانیوں نے یہ باور کرایا کہ پاکستان میں ان پر ظلم ہورہا ہے۔ اور انسانی حقوق پامال کئے جارہے ہیں۔ جبکہ قادیانیوں کا یہ پروپیگنڈہ محض دروغ گوئی اور کذب و افتراء پر مبنی ہے۔ جس طرح ان کی نبوت جھوٹی ہے اسی طرح ان کا یہ موقف بھی جھوٹ کا پلندہ ہے۔ قادیانی کبھی بھی ملک کے خیر خواہ نہیں رہے اور اب بھی غیر ممالک میں پاکستان کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں اور جھوٹا پروپیگنڈہ کرکے ملک کی ساکھ کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ حکومت کو اس امر کا سختی سے نوٹس لیکر ملک دشمنوں کو قرار واقعی سزا دینی چاہیئے۔ جرمن وزیر خارجہ کو قادیانیوں کی حمایت کرنے کی بجائے اپنی حکومت سے سفارش کرنی چاہیئے کہ وہ قادیانیوں کو جرمنی سے نکال دے

(بقیہ صفحہ ۵۵ پر)